سوال

(70) کسی میت پر متعدد بار جنازہ پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک عورت اپنے والدین کے ہاں ملتان میں فوت ہوگئی۔ جب کہ وہ قصور رہتی تھی۔ جب اس کے گھر والے اس کی نعش لینے گئے تو انھوں نے اس کا جنازہ وہیں پڑھ لیا۔ جب وہ اپنے گاؤں قصور میں آئے تو چند لوگوں نے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کہا تو گاؤں کے بعض لوگوں نے اختلاف کیا۔ ایک حنفی مولوی صاحب سے یہ سوال پوچھا گیا تو انھوں نے جنازہ نہ پڑھانے کا فتویٰ دیا۔ چند اہل حدیث افراد کے اصرار کے باوجود انھوں نے جنازہ نہیں پڑھایا۔ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں آگاہ کریں۔ (سائل) (۱٦ جون ۲۰۰۰ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

متعدد بار جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ ''صحیح بخاری'' اور مسلم میں حدیث ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک میت کی قبر کے پاس سے ہوا۔ جسے رات ہی دفن کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا آج رات ہی فوت ہوئی ہے۔ فرمایا: مجھے کیوں نہ خبر دی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم نے اسے اندھیرے میں ہی دفن کیا۔ آپ ﷺ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھی اس پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، ایک حبشی یا جوان مرد جو مسجد میں جھاڑو دیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نہ دیکھ کر اس کی بابت پوچھا۔ لوگوں نے کہا وہ مر گیا ہے۔ فرمایا: مجھے تم نے خبر کیوں نہ دی؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں نے گویا اس کا معاملہ چھوٹا سمجھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ انھوں نے قبر بتائی تو آپ ﷺ نے قبر پر جا کر نمازِ جنازہ ادا کی۔ پھر فرمایا: قبریں اندھیرے سے بھری ہوتی ہیں۔ میرے نمازِ جنازہ پڑھنے سے اللہ ان کو روشن کر دیتا ہے۔

یہ الفاظ ''مسلم'' کے ہیں: 'بَابُ السیرِ بِالْجَنَازَۃِ' جب قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت ہوگیا تو میت کے قبر سے باہر ہونے کی صورت میں دوبارہ جنازے کے جواز میں کیا شک رہ جاتی ہے؟ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کی نمازِ جنازہ پڑھی جس پر پہلے نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی تھی۔ (کنز العمال: ۵۲۸/۱)

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ دوبارہ جنازہ پڑھنا نبی ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ الفاظِ حدیث ہیں: '' فرمایا: میرے جنازہ پڑھنے کی وجہ سے اللہ ان کی قبریں منور کر دیتا ہے۔'' مگر یہ بات درست نہیں۔ یہ تو ایسا ہے، جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس میت پر چالیس اہل توحید جنازہ پڑھیں اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔''

کیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ چالیس سے کم افراد جنازہ نہ پڑھیں۔ نیز زکوۃ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

''ان کے مالوں سے صدقہ لے۔''

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبۃ:۱۰۳)

''تاکہ انکے صدقہ کے ذریعے توان کا ظاہر وباطن پاک کرے، اوران کے لیے دعا کر، بے شک تیری دعاان کے لیے تسلی ہے۔''

تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوۃ لینا آپ ہی کا خاصہ ہے؟ کیونکہ آپ ﷺ کی دعا اُمت کے لیے باعثِ تسلی ہے۔ کسی دوسرے کی نہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جو لوگ منکر زکوۃ ہوئے۔ انھوں نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ زکوۃ وصول کرنا صرف نبی ﷺ کا کام تھا۔ لہٰذا اب ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زکوۃ ادا نہیں کریں گے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لڑائی کے لیے تلوار اٹھائی۔

بہر صورت اس قسم کے دلائل سے خاصہ ثابت نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ کوئی واضح دلیل ہونی چاہیے۔ جو یہاں موجود نہیں۔ اس بناء پر علامہ زیلعی حنفی ''نصب الرایہ'' (۳۶۵/۱) میں فرماتے ہیں۔ بعض علماء نے قبر پر نماز کو آنحضرت ﷺ کا خاصہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپ کے پیچھے لوگ صف باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ لہٰذا اگر آپ ﷺ کا خاصا ہوتا تو آپ منع فرمادیتے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'اِنَّ الاِختِصَاصَ لَایَثبُتُ اِلَّا بِدَلِیلٍ'

''کہ کسی چیز کا خاصہ ہونا دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتا۔''

گو بعض علمائے حنفیہ اورمالکیہ نے اسے اختصاص پر محمول کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ بلادلیل ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:127

محدث فتویٰ